حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ



مرتب

محمد طاہر بھٹی چک قاسم کا

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ



مرتب

محمد طاہر بھٹی چک قاسم کا

نام کتاب=========حضرت طلحہؓ

نام مصنف=========محمد طاہر بھٹی چک قاسمکا

صفحات ========= ۵۴

قیمت=========0

موبائل نمبر

03477172726 , 03183625575

پتہ

چک قاسمکا تحصیل وضلع بہاولنگر، پنجاب پاکستان

E-mail:Tahirbhatti697@gmail.com

فہرست

عنوانات	نمبر شمار

مقدمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَسۡتَعِینُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ، وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُورِ أَنۡفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ أَعۡمَالِنَا، مَنۡ یَّہۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ وَمَنۡ یُّضۡلِلۡ فَلَا ھَادِیَ لَہُ، وَأَشۡھَدُ أَنۡ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَشۡھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُولُہٗ۔ [۱]

صحابی کی تعریف

صحابی سے مراد وہ شخص ہے جسے اپنی زندگی میں بحالتِ اسلام اپنی آنکھوں سے براہِ راست رسول اللہ ﷺ کے دیدار کا شرف نصیب ہوا، اور پھر وہ مسلسل تادمِ آخردینِ اسلام پر قائم

۱۔ سنن نسائی باب: (خطبہ جمعہ کی کیفیت کا بیان ۱٤۰۵) سنن ابی داود/ النکاح ۳۳ (۲۱۱۸)، وقد أخرجہ: سنن الترمذی/ النکاح ۱۷ (۱۱۰۵)، سنن ابن ماجہ/ النکاح ۱۹ (۱۸۹۲)، (تحفۃ الأشراف: ۹۶۱۸)، مسند احمد ۱/ ۳۹۲، ۴۳۲، سنن الدارمی/ النکاح ۲۰ (۲۲۴۸) (صحیح)

رہا، اور اسی حالت میں اس کی وفات ہوئی۔ [۱]

اہلِ علم کا اس پر اتفاق و اجماع ہے کہ امت کا کوئی اعلیٰ ترین فرد بھی کسی ادنیٰ صحابی کے مقام و مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا...... کیونکہ حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مقدس و برگزیدہ ترین افراد تھے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست استفادہ وکسبِ فیض کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دین سیکھا، اللہ کا کلام سیکھا، حکمت ودانش سیکھی...... آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت اور فیضِ نظر کی بدولت یہ حضرات پاکیزہ وبرگزیدہ ترین اشخاص بن گئے...... ان کے دلوں میں ایمان اس قدر راسخ ومضبوط ہوگیا کہ کوئی چیز انہیں کسی صورت راہِ حق سے برگشتہ ومنحرف نہیں کرسکتی تھی۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ان حضرات کے ایمان کو رہتی دنیا تک تمام بنی نوعِ انسان کیلئے مثال

۱۔: شرح العقيدة الطحاوية، از: صالح بن عبدالعزيز آل الشيخ، صفحہ: ۸۳۷، جلد: ۲ (باب: حب أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین وایمان، وبغضهم كفر ونفاق وطغيان) نیز: مصطلح الحديث، از: محمد بن صالح العثيمين، ص: ۵۴۔

اور معیار قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: {فَاِن آمَنُوا بِمِثلِ مَا آمنتُم بِہٖ فَقَدِ اھتَدَوا) ۔ [١]

ترجمہ:(اگر وہ لوگ بھی اسیطرح ایمان لے آئیں جیسے تم ایمان لائے ہو، تب وہ راہِ راست پر آجائیں گے۔

یعنی اصل اور حقیقی ایمان تو وہی ہے جو حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں موجزن تھا۔

اسی طرح قرآن کریم میں حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کرتے ہوئے یہ ارشادِ ربانی ہوا:

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیکُمُ الاِیمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِی قُلُوبِکُم وَ کَرَّہَ اِلَیکُمُ الکُفرَ وَالفُسُوقَ وَالعِصیَانَ اُولٰٓئِك ھُمُ الرَّاشِدُونَ فَضلاً مِّنَ اللّٰہِ وَنِعمَۃً وَاللّٰہُ عَلِیمٌ حَکِیمٌ ۔ [٢]

١۔ البقرۃ [١٣٧]
٢۔ الحجرات [٧۔٨]

ترجمہ:(......لیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ایمان کو تمہارے دلوں میں محبوب بنادیا ہے، اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے۔اور کفر کوؔ اور گناہ کوؔ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنادیا ہے ؕ یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔اللہ کے انعام واحسان سے ۔اوراللہ دانااور باحکمت ہے)

یقیناًیہ آیت خالق ارض وسماء کی طرف سے ان حضرات کے حق میں بہت بڑی گواہی ؕ نیز ان کے ایمان اوررشدوہدایت پرہونے کی واضح ترین دلیل ہے۔

اس سلسلے میں مزید قابلِ ذکر یہ کہ خودقرآن کریم میں ان حضرات کواللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ کیلئے رضامندی وخوشنودی کی خوشخبری سے شادکام کیا گیاہے،جیساکہ ارشادِ ربانی ہے:

{رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوا عَنۡہُ}۔[۱]

۱۔)المائدۃ[۱۱۹]۔التوبۃ[۱۰۰]۔ البینۃ[۸]

یعنی ''اللہ ان سے راضی اور خوش' اور یہ اللہ سے راضی اور خوش ہیں)

زبانِ رسالت سے صحابہ کے چنندہ ہونے کی خوشخبری دی گئی، جن میں سے چند احادیث کا ترجمہ یہاں پیش کیا جارہا ہے:

اِنَّ اللہَ اخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ سِوَی النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ....وَقَالَ فِیْ اَصْحَابِیْ کُلُّھُمْ خَیْرٌ۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور رسولوں کے بعد ساری دنیا سے میرے صحابہ کو منتخب فرمایا اور فرمایا: میرے سب ہی صحابہ بھلائی والے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: (خَیرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُم، ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَھُم)۔ [2]

یعنی بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے زمانے میں ہیں' پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد' اور پھر وہ لوگ جو اُن کے بعد)

نیز ارشادِ نبوی ہے: (لَاتَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوأَنَّ أَحَدَکُم

ا۔(مجمع الزوائد:۱۰/۱۶)

۲۔بخاری [۳۶۵۱] باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ نیز: مسلم [۲۵۳۳] باب فضل الصحابہ۔

أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَباً مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِم وَلَا نَصِيْفَهُ) ۔ ۱

یعنی ''میرے ساتھیوں کو برا نہ کہو، کیونکہ تم میں سے اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرے تب بھی وہ اُس اجروثواب کا مستحق نہیں بن سکتا جو میرے ساتھیوں میں سے محض مٹھی بھر (اناج) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کیلئے ہے''۔(۲)

اسی طرح ارشادِ نبوی ہے: (اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُم غَرَضاً مِن بَعْدِي، فَمَن أَحَبَّهُم فَبِحُبِّي أَحَبَّهُم، وَمَن أَبْغَضَهُم فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُم، وَمَن آذَاهُم فَقَد آذَانِي، وَمَن آذَانِي فَقَد آذَى اللّٰہَ، وَمَن آذَى اللّٰہَ فَيُوشِكُ أَن

۱۔متفق علیہ۔مشکوٰۃ المصابیح [۵۹۹۸] باب مناقب الصحابہ (۳) اُس دور میں ''مُد'' غلہ واناج تولنے کیلئے ایک پیمانہ تھا۔

یَاْخُذَہ)۔ [۱]

ترجمہ: (میرے ساتھیوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم میرے بعد انہیں [اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر] نشانہ نہ بنانا، جو کوئی ان سے محبت رکھتا ہے وہ دراصل مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے، اور جو کوئی ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس نے انہیں کوئی اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی، اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی، اور جس نے اللہ کو اذیت پہنچائی اللہ عنقریب اس کی گرفت فرمائے گا“۔

حضرت ابنِ مسعودؓ فرمایا کرتے تھے: صحابۂ رسول اس امت کے سب سے افضل افراد تھے، جو دل کے اعتبار سے بہت نیک، علم کے لحاظ سے سب سے پختہ اور تکلفات کے اعتبار سے سب سے زیادہ

۱۔ ترمذی [۳۸۶۲] باب فی من سبّ أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

دور رہنے والے تھے۔ [۱]

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

خدا کی قسم ہے کہ صحابہ کرام میں کسی شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں شریک ہونا جس میں اس کا چہرہ غبار آلود ہوجائے غیر صحابہ سے ہر شخص کی عمر بھر کی عبادت وعمل سے بہتر ہے اگرچہ اس کو عمر نوح (علیہ السلام) عطا ہوجائے۔ [۲]

حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں "فرقِ مراتب"

یقیناً حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تمام جماعت ہی برگزیدہ ترین ہے۔

البتہ اہلِ علم نے ان میں باہم "فرقِ مراتب" اور "تفاضل" بیان

۱۔(رزین، مشکوٰۃ:۱/ ۳۲)

۲۔(ابوداؤد، باب فی الخلفاء، حدیث نمبر ۴۰۳۱)

کیا ہے، جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

مجموعی طور پر تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے بلندترین مقام ومرتبہ ان دس خوش نصیب ترین حضرات کا ہے جنہیں ایک موقع پر خود رسول اللہ ﷺ نے ایک ساتھ جنت کی خوشخبری سے شادکام فرمایا اور اسی مناسبت سے انہیں ''عشرہ مبشرہ'' یا ''العشرۃ المبشرون بالجنۃ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔[۱]

اور پھر ان ''عشرہ مبشرہ'' میں سے بلندترین مقام ومرتبہ چاروں ''خلفائے راشدین'' کا ہے۔

پھر حضرات ''خلفائے راشدین'' میں فرقِ مراتب ان کی ترتیب کے مطابق ہے، یعنی خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، خلیفۂ دوم حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، خلیفۂ سوم حضرت

۱۔ ملاحظہ ہو حدیث: (ابوبکر فی الجنۃ، وعمر فی الجنۃ، وعثمان فی الجنۃ، وعلی فی الجنۃ، وطلحۃ فی الجنۃ، والزبیر فی الجنۃ، وعبدالرحمن بن عوف فی الجنۃ، وسعد فی الجنۃ، وسعید فی الجنۃ، وأبوعبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ) (ترمذی [۳۷۴۷] عن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، ابواب المناقب)۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، اور خلیفۂ چہارم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔

☆ ہجرتِ مدینہ سے قبل دینِ اسلام قبول کرنے والوں کا مقام و مرتبہ ہجرت کے بعد اسلام قبول کرنے والوں سے بلند ہے۔

☆ غزوۂ بدر میں شرکت کرنے والوں کا مقام و مرتبہ دوسروں سے زیادہ ہے۔

☆ بیعتِ رضوان کے موقع پر جو حضرات شریک تھے ان کا مقام و مرتبہ دوسروں سے بڑھا ہوا ہے...... نیز ان کیلئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے بطورِ خاص رضامندی و خوشنودی کا اعلان ہے۔ [١]

☆ فتحِ مکہ سے قبل مشرف باسلام ہونے والوں کا مقام و مرتبہ فتحِ مکہ کے بعد مسلمان ہونے والوں سے زیادہ ہے۔

لٰہذا سب سے کم مقام و مرتبہ ان حضرات کا ہے جو فتحِ مکہ کے

١۔ ارشادِ ربانی {لَقَدۡ رَضِيَ اللّٰہُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ يُبَايِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَۃِ ......} کی تفسیر ملاحظہ ہو (سورۃ الفتح: ١٨)

بعد مسلمان ہوئے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

{لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ}۔ [۱]

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے پہلے [اللہ کی راہ میں] خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے وہ دوسروں کے برابر نہیں، بلکہ وہ اُن سے بہت بڑے درجے کے ہیں جنہوں نے فتح کے بعد [اللہ کی راہ میں] خرچ کیا ہے اور قتال کیا ہے، ہاں البتہ بھلائی کا وعدہ تو اللہ نے

۱۔ سورۃ الحدید [۱۰]

ان سب سے کیا ہے، جو کچھ تم کرتے ہوُ اللہ اس سے باخبر ہے۔ [۱]

احقر

محمد طاہر بھٹی چک قاسمکا

۱۔) یعنی فتحِ مکہ سے قبل چونکہ مسلمان کمزور تھے اور مشکل حالات سے گذر رہے تھے لٰہذا ان مشکلات کے باوجود جس کسی نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد بھی کیا، اس کا مقام و مرتبہ فتحِ مکہ کے بعد یہ کام انجام دینے والوں سے زیادہ ہے۔ لٰہذا اجر و ثواب میں نیز مقام و مرتبے میں یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔
ہاں البتہ اسی آیت کے آخری حصے میں یہ وضاحت بھی آگئی ہے کہ صحابۂ کرام کے ان دونوں گروہوں میں اگرچہ فرقِ مراتب تو ضرور ہے......لیکن اس کے باوجود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے فتحِ مکہ کے بعد دینِ اسلام قبول کرنے والے صحابۂ کرام کیلئے بھی ''حُسنیٰ'' یعنی ''بھلائی کا وعدہ'' موجود ہے۔

نام ونسب، خاندان

طلحہ نام، ابومحمد کنیت، فیاض اور خیر لقب، والد کا نام عبیداللہ اور والدہ کا نام صعبہؓ تھا، پورا سلسلہ نسب یہ ہے، طلحہ بن عبداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی ابن غالب القرشی التیمی، چونکہ مرہ بن کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں اس لیے حضرت طلحہؓ کا نسب چھٹی ساتویں پشت میں حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مل جاتا ہے۔

حضرت طلحہؓ کے والد عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا کم سے کم حضرت طلحہؓ کے اسلام قبول کرنے سے قبل وفات پائی، البتہ ان کی والدہ حضرت صعبہؓ نے نہایت طویل زندگی پائی، مسلمان ہوئیں اور حضرت عثمانؓ کے محصور ہونے کے وقت تک زندہ تھیں، چنانچہ امام بخاری کی تاریخ الصغیر میں ایک روایت ہے کہ جب صعبہؓ کو امیر المومنینؓ کے محصور ہونے کی خبر ملی تو وہ گھر

سے نکل کرآئیں اوراپنے صاحبزادہ حضرت طلحہؓ سے خواہش کی کہ وہ اپنے اثر سے مفسدین کودور کردیں،اس وقت خود حضرت طلحہؓ کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ تھی، اس لیے اگر تاریخ الصغیر کی روایت صحیح ہے تو حضرت صعبہؓ نے اسی برس سے زیادہ عمر پائی۔

حضرت طلحہؓ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چوبیس پچیس برس قبل پیدا ہوئے ،ابتدائی حالات نامعلوم ہیں،لیکن اس قدر یقینی ہے کہ ان کو بچپن ہی سے تجارتی مشاغل میں مصروف ہونا پڑا،عنفوانِ شباب ہی میں دوردراز مما لک کے سفر کا اتفاق ہوا۔

اسلام

ایک دفعہ جب کہ غالباً سترہ یا اٹھارہ برس کی عمر تھی تجارتی اغراض سے بصری تشریف لے گئے وہاں ایک راہب نے حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی بشارت دی، لیکن یوم ولادت سے اس وقت تک جس قسم کی آب وہوا میں پرورش پائی تھی

اور گرد و پیش جس قسم کے مذہبی چرچے تھے اس کا اثر صرف ایک راہب کی پیشن گوئی سے زائل نہیں ہوسکتا تھا، بلکہ ابھی مزید تعلیم و تلقین کی ضرورت تھی، مکہ واپس آئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحبت اور ان کے مخلصانہ وعظ و پند نے تمام شکوک رفع کردیئے، چنانچہ ایک روز صدیق اکبرؓ کی وساطت سے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور خلعت ایمان سے مشرف ہوکر واپس آئے اس طرح حضرت طلحہؓ ان آٹھ آدمیوں میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام میں نجم صداقت کی پرتو ضیاء سے ہدایت یاب ہوئے اور آخر کار خود بھی آسمان اسلام کے روشن ستارے بن کر چمکے۔ [۱]

اسلام لانے کے بعد حضرت طلحہؓ بھی عام مسلمانوں کی طرح کفار کے ظلم و ستم سے محفوظ نہ رہے، عثمان بن عبید اللہ نے جو نہایت سخت

۱۔ (ابن سعد قسم اول: ۳/ ۵۳)

مزاج اور حضرت طلحہؓ کا حقیقی بھائی تھا، ان کو اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایک ہی رسی میں باندھ کر مارا کہ اس تشدد سے اپنے نئے مذہب کو ترک کردیں، لیکن توحید کا نشہ ایسا نہ تھا جو چڑھ کر اتر جاتا۔۔ (۱)

مواخات

مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زبیر بن عوامؓ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا۔

ہجرت

حضرت طلحہؓ نے مکہ میں نہایت خاموش زندگی بسر کی اور اپنے تجارتی مشاغل میں مصروف رہے، چنانچہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ تشریف لے جارہے

۱۔(اسدالغابہ:۳/۵۹)

تھے،اس وقت وہ اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے،راہ میں ملاقات ہوئی،انہوں نے ان دونوں کی خدمت میں کچھ شامی کپڑے پیش کئے اور عرض کیا کہ اہل مدینہ نہایت بے چینی اور اضطراب کے ساتھ انتظار کررہے ہیں،غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت عجلت کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھے اور حضرت طلحہؓ نے مکہ پہنچ کر اپنے تجارتی کاروبار سے فراغت حاصل کی اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال کو لے کر مدینہ پہنچے، حضرت اسعد بن زرارہؓ نے ان کو اپنا مہمان بنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب انصاریؓ سے ان کا بھائی چارہ کرادیا۔ [۱]

غزوات اور دیگر حالات

ہجرت مدینہ کے دوسرے سال سے غزوات کا سلسلہ شروع

۱۔(طبقات ابن سعد قسم اول جزو ثالث صفحہ ۱۵۴)

ہوا، اور کفر واسلام کی پہلی آویزش جنگ بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی، لیکن حضرت طلحہؓ کسی خاص مہم پر مامور ہوکر ملک شام تشریف لے گئے تھے، اس لیے اس میں شریک نہ ہوسکے، وہاں سے واپس آئے تو دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں سے اپنے حصے کی درخواست کی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالِ غنیمت میں حصہ دیا اور فرمایا کہ تم جہاد کے ثواب سے بھی محروم نہیں رہوگے۔

بعض اہل سیر کا بیان ہے کہ حضرت طلحہؓ اپنے تجارتی اغراض سے شام گئے تھے؛ لیکن یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں مالِ غنیمت میں حصہ طلب کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی، نیز ایک دوسری روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اور سعید بن زیدؓ کو شام کی طرف قریش کے قافلہ کی تحقیق حال کی خدمت پر مامور کرکے بھیجا تھا، اس روایت سے بھی ہمارے خیال کی تائید ہوتی

ہے، بہر حال اگرچہ حضرت طلحہؓ غزوۂ بدر میں شریک نہ تھے تاہم وہ اپنی اہم کارگذاریوں کے باعث اس کے اجروثواب سے محروم نہیں رہے۔

غزوۂ احد

۳ھ میں غزوۂ احد پیش آیا، اس جنگ میں پہلے مسلمانوں کی فتح ہوئی اور کفار بھاگ کھڑے ہوئے، لیکن مسلمان جیسے ہی اپنی اپنی جگہ سے ہٹ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہوئے کفار نے پھر پلٹ کر حملہ کردیا، اس ناگہانی حملہ نے مسلمانوں کو ایسا بدحواس کیا کہ ان کو سرورِ کائنات کی حفاظت کا بھی خیال نہ رہا اور جو جس طرف تھا اسی طرف سے بھاگ کھڑا ہوا میدانِ جنگ میں صرف دس بارہ آدمی ثابت قدم رہ گئے تھے، اوراس وقت حضرت طلحہؓ بھی پروانہ وار فدویت وجان نثاری کے حیرت انگیز مناظر دکھارہے تھے، کفار کا ہر طرف سے نرغہ تھا، تیروں کی بارش ہورہی تھی، خون آشام تلواریں

چمک چمک کر آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں اور صدہا کفار صرف ایک مقدس ہستی کو فنا کر دینے کے لیے ہر طرف سے یورش کر رہے تھے اس نازک وقت میں جمال نبوت کا یہ شیدائی ہالہ بن کر خورشید نبوت کو آگے پیچھے داہنے بائیں ہر طرف سے بچا رہا تھا، تیروں کی بوچھاڑ کو ہتھیلی پر روکتا، تلوار اور نیزہ کے سامنے اپنے سینہ کو سپر بناتا، پھر اسی حال میں کفار کا نرغہ زیادہ ہو جاتا تو شیر کی طرح تڑپ کر حملہ کرتا اور دشمن کو پیچھے ہٹا دیتا، ایک دفعہ کسی نابکار نے ذات قدسی پر تلوار کا وار کیا خادم جاں نثار یعنی طلحہؓ جانباز نے اپنے ہاتھ پر روک لیا، اور انگلیاں شہید ہوئیں تو آہ کے بجائے زبان سے نکلا حسن ”خوب ہوا، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اس لفظ کے بجائے بسم اللہ کہتے تو ملائکہ آسمانی تمہیں بھی اٹھا لے جاتے! غرض حضرت طلحہؓ دیر تک حیرت انگیز جانبازی اور بہادری کے ساتھ مدافعت کرتے رہے، یہاں تک کہ دوسرے صحابہؓ بھی مدد کے لیے آ پہنچے، مشرکین

کا ہلہ کسی قدر کم ہوا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت پر سوار کر کے پہاڑی پر لے آئے، اور مزید حملوں سے محفوظ کر دیا۔

حضرت طلحہؓ نے غزوۂ احد میں فدویت جان نثاری اور شجاعت کے جو بے مثل جوہر دکھائے یقیناً تمام اقوامِ عالم کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے، تمام بدن زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم شمار کیے تھے۔ [١]

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی جان بازی کے صلہ میں "خیر" کا لقب مرحمت ہوا، صحابہؓ کو واقعہ احد میں ان کی اس غیر معمولی شجاعت اور جانبازی کا دل سے اعتراف تھا، حضرت ابو بکر صدیقؓ غزوۂ احد کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ یہ طلحہؓ کا مخصوص دن تھا، حضرت عمرؓ ان کو صاحبِ احد فرمایا کرتے تھے خود حضرت طلحہؓ کو بھی اس فخر کارنامہ

١۔ (فتح الباری: ٧/ ٦٦)

پر بڑا ناز تھا اور ہمیشہ لطف وانبساط کے ساتھ اس کی داستان سنایا کرتے تھے۔ [۱]

متفرق غزوات

غزوۂ احد کے بعد فتح مکہ تک جس قدر غزوات ہوئے، حضرت طلحہؓ سب میں نمایاں طور پر شریک رہے، بیعتِ رضوان کے وقت بھی موجود تھے اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے۔

فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین آیا، اس معرکہ میں بھی غزوۂ احد کی طرح پہلے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے، لیکن چند بہادر اور ثابت قدم مجاہدین کے استقلال وثبات نے پھر اس کو سنبھال لیا، اور اس طرح جم کر لڑے کہ غنیم کی فتح شکست سے بدل گئی اور بیشمار سامان اور مالی غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، حضرت طلحہؓ اس جنگ میں بھی ثابت قدم اصحابؓ کی صف میں تھے۔

۱۔(بخاری کتاب المغازی غزوۂ احد)

۹ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ملی کہ قیصر روم بڑے ساز وسامان کے ساتھ عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو تیاری کا حکم دیا اور جنگی اسباب وسامان کے لیے مال وزر صدقہ کرنے کی ترغیب دی، حضرت طلحہؓ نے اس موقع پر ایک بیش قرار رقم پیش کی اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیاض کا لقب حاصل کیا۔ [۱]

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف حملہ قیصر کے مدافعانہ اہتمام میں مصروف تھے دوسری طرف منافقین جو ہمیشہ درپئے تخریب رہتے تھے، اس موقع پر بھی اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے، اور مدینہ سے کچھ فاصلہ پر سویلم یہودی کے مکان میں مجتمع ہو کر ان تدابیر پر غور کرتے تھے جن سے مسلمانوں میں بددلی پیدا ہو اس مہم میں شرکت سے انحراف کریں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت طلحہؓ کو

۱۔ (بخاری کتاب المغازی غزوۂ احد)

اس خانہ برانداز جماعت کی تنبیہ پر مامور فرمایا، انہوں نے چند آدمیوں کو ساتھ لے کر نہایت مستعدی کے ساتھ سویلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا اور اس میں آگ لگادی، ضحاک بن خلیفہ نے مکان کے پشت سے کود کر حملہ کیا اور اس حالت میں اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھی اس کو مسلمانوں کے پنجۂ اقتدار سے بچا کر لے بھاگے۔ [١]

غرض تیس ہزار مجاہدین نہایت جاہ وجلال کے ساتھ رومیوں کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے، تبوک پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی، اس لیے وہاں چودہ دن قیام کر کے سب لوگ واپس آئے پھر ١٠ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری حج کیا، حضرت طلحہؓ ہمرکاب تھے، حج سے واپس آنے کے بعد ١٢ ربیع الاول ١١ھ دوشنبہ کے دن آفتاب رسالت دنیا سے غروب ہوا، حضرت طلحہؓ کو اس سانحہ کبریٰ سے جو

١۔(سیرت ابن ہشام:٢/ ٣١٥)

صدمہ ہوا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جس وقت سقیفۂ بنی ساعدہ میں سیادت وخلافت کا فیصلہ ہورہا تھا، اس وقت یہ کسی گوشہ تنہائی میں مصروف گریہ تھے۔

عہد صدیقیؓ

سقیفہ بنی ساعدہ کی مجلس نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت پر اتفاق کیا، حضرت طلحہؓ نے بھی کچھ دنوں کے بعد بیعت کی اور مہماتِ امور میں رائے اور مشورہ کے لحاظ سے جانشین رسول کے ہمیشہ دست وباز وثابت ہوئے، سوا دو برس کی خلافت کے بعد جب خلیفہ اول مرض الموت کے بستر پر تھے اور انہوں نے منصب کے لیے فاروق اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نامزد کیا تو حضرت طلحہؓ نے نہایت آزادی کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے ہوئے عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے؟ آپ اب خدا کے ہاں جاتے ہیں،

یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا، حضرت ابوبکرؓ نے کہا میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو امیر کیا جو ان میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔

عہدِ فاروقیؓ

حضرت عمرؓ کے متعلق حضرت طلحہؓ کی جو رائے تھی وہ کسی بغض و عداوت سے ملوث نہ تھی؛ بلکہ اکثر صحابہؓ کی یہی رائے تھی کہ ان کا تشدد نا قابل تحمل ہوگا، لیکن جب حضرت عمرؓ نے اپنے طرزِ عمل سے ثابت کردیا کہ وہ اس منصب عظیم کے لیے سب سے موزوں ہیں تو دفعۃً حضرت طلحہؓ کا خیال بھی بدل گیا اور مجلس شوریٰ کے ایک رکن کی حیثیت سے انہوں نے ہمیشہ فاروق اعظمؓ کی اعانت کی، اختلافی مسائل میں ساتھ دیا، اور اہم امور میں نہایت مخلصانہ مشورے دیئے، ایک دفعہ عہد فاروقیؓ میں یہ سوال پیدا ہوا کہ ممالک مفتوحہ مجاہدین میں باہم تقسیم کردیئے جائیں اور ایک بڑی جماعت اس کی

موئد ہوگئی، صرف حضرت عمرؓ اور چند دوسرے صحابہؓ کو اس سے اختلاف تھا، تین دن تک بحث ہوتی رہی، حضرت طلحہؓ نے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اس مسئلہ میں حضرت عمرؓ کی تائید کی، یہاں تک کہ ان ہی کی رائے پر آخری فیصلہ ہوا، اسی طرح معرکہ نہاوند کے موقع پر ایرانی ٹڈی دل نے فاروق اعظمؓ کو مشوش کر دیا اور انہوں نے صحابہؓ سے اس کے متعلق مشورہ چاہا، تو حضرت طلحہؓ نے کھڑے ہو کر کہا آپ ہم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں، البتہ ہم لوگ تعمیل حکم کے لیے تیار ہیں۔

فاروق اعظمؓ نے ۲۳ھ میں دس برس کی خلافت کے بعد سفرِ آخرت کی تیاری کی اور عہدہ خلافت کے لیے چھ آدمیوں کا نام پیش کیا، ان میں حضرت طلحہؓ بھی تھے، لیکن انہوں نے نہایت فراخ حوصلگی کے ساتھ حضرت عثمانؓ کو اپنے اوپر ترجیح دی اور ان کا نام اس منصب کے لیے پیش کیا، چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی

کوشش اور حضرت طلحہؓ کی تائید سے وہی خلیفہ منتخب ہوئے۔

عہد عثمانیؓ

حضرت عثمانؓ نے بارہ برس تک خلافت کی؛ لیکن آخری چھ سالہ عہد خلافت میں تمام ملک عام طور پر شورش و بے چینی کا آماجگاہ ہوگیا تھا اور ہر طرف ریشہ دوانی وفتنہ پردازی کا بازار گرم تھا، حضرت طلحہؓ نے دربار خلافت کو مشورہ دیا کہ اسباب شورش کی تفتیش و تحقیق کے لیے تمام ملک میں وفود روانہ کیے جائیں، چنانچہ یہ رائے پسند کی گئی اور ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہؓ، اسامہ بن زیدؓ، عمار بن یاسرؓ اور عبداللہ بن عمرؓ مختلف حصصِ ملک میں روانہ کیے گئے، ان لوگوں نے واپس آکر اپنی تحقیقات کا جو نتیجہ پیش کیا اس پر عمل بھی نہ ہونے پایا تھا کہ مفسدین نے بارگاہ خلافت کا محاصرہ کرلیا، گو حضرت طلحہؓ نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کی کوئی خاص اعانت نہیں کی، تاہم وہ اکثر خود ایک غیر جانب دار شخص کی حیثیت سے دریافت حال کے لیے

محاصرین کی جماعت میں تشریف لے گئے، چنانچہ وہ ایک دفعہ وہاں موجود تھے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے بالاخانہ پر کھڑے ہو کر کبار صحابہؓ میں ایک ایک کا نام لے کر پکارا اس ضمن میں حضرت طلحہؓ کا نام بھی آیا، انہوں نے جواب دیا، ہاں! میں حاضر ہوں، حضرت عثمانؓ نے اپنے احسانات اور فضائل ومناقب بیان کرکے ان سے تصدیق چاہی تو انہوں نے مفسدین کے سامنے نہایت بلند آہنگی کے ساتھ اس کی تصدیق کی۔ [۱]

آخر میں جب محاصرہ زیادہ خطرناک ہو گیا تو حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی طرح حضرت طلحہؓ نے بھی اپنے صاحبزادہ محمد کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت کے لیے متعین کر دیا، چنانچہ جب مفسدین نے یورش کی تو محمد بن طلحہؓ نے نہایت تندہی اور جانفشانی سے ان کا مقابلہ کیا۔ [۲]

۱۔(ابن سعد جزو ۳ قسم اول صفحہ ۴۷)

۲۔(ابن اثیر: ۳/۴۰)

محافظین نے باوجود قلت تعداد کے اس سیلاب کو روکے رکھا، لیکن چند نابکار دوسری طرف سے اندر گھس آئے اور صبر وحلم کے آفتاب کو شہید کردیا، حضرت طلحہؓ کو معلوم ہوا تو افسوس کے ساتھ فرمایا خدا عثمانؓ پر رحم کرے، لوگوں نے کہا مفسدین اب اپنے فعل پر نادم ہیں، فرمایا اللہ انہیں ہلاک کرے اس کے بعد یہ آیت پڑھی: "فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ"
(یٰسٓ: ۵۰)

(پھر نہ یہ کوئی وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جاسکیں گے)

حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بادلِ نخواستہ بیعت کی

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مصریوں نے حضرت علیؓ کو عنانِ

خلافت سنبھالنے پر مجبور کیا، اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لوگوں کو بیعت عام کے لیے جمع کیا، حضرت طلحہؓ گو برابر کے دعویدار تھے؛ تاہم اس شورش وہنگامہ کے وقت زبان نہ ہلا سکے اور بادل نخواستہ بیعت کرلی۔ [1]

خلیفۂ وقت کے مقابلہ میں خروج اور اس کی وجہ

خلیفۂ وقت کا قتل کوئی معمولی حادثہ نہ تھا، اس سے تمام میں شورش اور بدنظمی پھیل گئی اور مفسدین کی مطلق العنانی نے خود مدینہ کو پرفتن بنادیا، حضرت طلحہؓ کامل چار ماہ تک خاموشی کے ساتھ اس فتنہ وفساد کا تماشا دیکھتے رہے، لیکن جب دربارِ خلافت کی طرف سے اس کے انسداد کی کوئی امید نہ رہی تو خود علم اصلاح بلند کرنے کے لیے

۱۔(طبقات ابن سعد جز و۳ق۱)

حضرت زبیرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ سے مکہ چلے آئے، حضرت عائشہؓ حج کے خیال سے مکہ آئی تھیں اور مدینہ کی شورشوں کا حال سن کر اس وقت تک یہیں مقیم تھیں، اس لیے ان دونوں نے سب سے پہلے ام المومنینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر مدینہ کی کیفیت بیان کی اور علم اصلاح بلند کرنے پر آمادہ کیا، تھوڑی دیر کی بحث ومباحث کے بعد حضرت عائشہؓ راضی ہو گئیں اور حضرت طلحہؓ کی رائے کے مطابق بصرہ جانے کی تیاری ہوئی، کیونکہ وہاں ان کے طرفداروں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اور نہایت آسانی کے ساتھ اس مہم کی شرکت پر آمادہ ہو سکتی تھی۔

بصرہ پر قبضہ

غرض داعیان اصلاح کی ایک ہزار جماعت مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئی بنوامیہ بھی جو مدینہ سے بھاگ کر مکہ میں پناہ گزین تھے جوشِ انتقام میں ساتھ ہو گئے، بصرہ کے قریب پہنچے تو عثمان بن

حنیف والی بصرہ نے مزاحمت کی، پہلے کچھ دنوں تک ان سے مصالحت کی سلسلہ جنبانی ہوتی رہی؛ لیکن جب وہ راہ پر نہ آئے تو بزور شہر پر قابض ہوگئے اور حضرت طلحہؓ کے حامیوں نے جوش وخروش کے ساتھ اہل دعوت کو لبیک کہا۔

حضرت علیؓ کی فوج سے مقابلہ کے لیے بڑھنا

حضرت علیؓ کو مدعیانِ اصلاح کے خروج کا حال معلوم ہو چکا تھا، اس لیے مدینہ سے روانہ ہوکر ذی قار پہنچے اور یہاں سے تقریبا کوفہ کے نو ہزار جنگ آزما نوجوان ساتھ لے کر بصرہ کی طرف بڑھے، حضرت طلحہؓ وزبیرؓ نے اس فوج کا حال سنا تو انہوں نے بھی اپنی فوج کو منظم ومرتب کر کے آگے بڑھایا، دسویں جمادی الآخرہ ۳۶ھ میں دونوں فوجوں میں مٹ بھیڑ ہوئی۔

شہادت

جنگ شروع ہونے سے پہلے صلح کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی، اور حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک پیشن گوئی یاد دلائی کہ اسی وقت ان کا دل اس خانہ جنگی سے پھر گیا، حضرت طلحہؓ نے اپنے زور بازو کو برداشتہ خاطر دیکھا تو ان کا ارادہ بھی متزلزل ہوا، اور جنگ سے کنارہ کش ہونے کی رائے قائم کرلی، مروان نے جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے معاملہ میں ان سے بدظن تھا، اس موقع کو غنیمت جان کر ایک تیر مارا جو اگرچہ پاؤں میں لگا؛ لیکن ان کے لیے تیر قضا ثابت ہوا۔ [1]

لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی تو فرمایا چھوڑ دو، یہ تیر نہیں بلکہ پیام خداوندی ہے۔

۱۔(مستدرک حاکم:۲/۳۷۱)

تجہیز و تکفین

اختلاف روایات حضرت طلحہؓ نے باسٹھ یا چونسٹھ برس کی عمر میں شہادت حاصل کی، اور غالباً اسی میدان جنگ کے کسی گوشہ میں مدفون ہوئے؛ لیکن یہ زمین نشیب میں تھی اس لیے اکثر غرقِ آب رہتی تھی، ایک شخص نے مسلسل تین دفعہ حضرت طلحہؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی لاش کو اس قبر سے منتقل کرنے کی ہدایت فرمارہے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس نے خواب کا حال سنا تو حضرت ابوبکرہ صحابیؓ کا مکان دس ہزار درہم میں خرید کران کی لاش کو اس میں منتقل کردیا، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ اتنے دنوں کے بعد بھی یہ جسم خاکی اسی طرح مصئون ومحفوظ تھا، یہاں تک کہ آنکھوں میں جو کافور لگایا گیا تھا وہ بھی بعینہ موجود تھا۔ [۱]

۱۔(اسدالغابہ:۳/۱۶۱)

اخلاق وعادات

حضرت طلحہؓ کا اخلاقی پایہ نہایت ارفع واعلیٰ تھا، خشیت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ان کا پیمانہ لبریز تھا، معرکہ احد اور دوسرے غزوات میں جس جوش وفداکاری کے ساتھ پیش پیش رہے وہ اسی جذبہ کا اثر تھا اس راہ میں ان کو جان کے ساتھ مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا۔

چنانچہ انہوں نے نذر مانی تھی کہ غزوات کے مصارف کے لیے اپنا مال راہِ خدا میں دیا کریں گے، اس نذر کو انہوں نے اس پابندی کے ساتھ پوری کرنے کی کوشش کی کہ خاص قرآن پاک میں ان کی مدح میں یہ آیت نازل ہوئی۔

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى

(احزاب: ۲۳)

یعنی کچھ آدمی ایسے ہیں جنہوں نے خدا سے جو کچھ عہد کیا اس کو سچا

کر دکھایا، چنانچہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کی۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہؓ بارگاہِ نبوت ﷺ میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا، "طلحہؓ تم بھی ان لوگوں میں ہو جنہوں نے اپنی نذر پوری کی"۔ [۱]

حضرت طلحہؓ اقلیم سخاوت کے بادشاہ تھے، فقراء و مساکین کے لیے ان کا دروازہ کھلا رہتا تھا، قیس ابن ابی حازم کا بیان ہے کہ میں نے طلحہؓ سے زیادہ کسی کو بے طلب کی بخشش میں پیش پیش نہ دیکھا۔ [۲]

غزوۂ ذی القرد میں آنحضرت ﷺ مجاہدین کے ساتھ پانی کے ایک چشمہ پر گذرے جس کا نام بیسان مالح تھا، حضرت طلحہؓ نے اس کو خرید کر وقف کر دیا۔ [۳]

۱۔(فتح الباری:۸/ ۳۹۰)

۲۔(فتح الباری:۷/ ٦٦)

۳۔(اصابہ:۳/ ۲۹۱)

اسی طرح غزوۂ ذی العسرہ میں تمام مجاہدین کی دعوت کی ،غزوۂ تبوک کے موقع پر جب کہ عموماً تمام مسلمان افلاس وناداری کی مصیبت میں مبتلا تھے، انہوں نے مصارفِ جنگ کے لیے ایک گرانقدر رقم پیش کی اوردربارِ رسالت سے فیاض کا خطاب حاصل کیا۔[1]

ایک دفعہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اپنی جائیداد سات لاکھ درہم میں فروخت کی اورسب راہِ خدا میں صرف کردیا، آپ کی بیوی سعدی بنت عوف کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے انہیں غمگین دیکھا، پوچھا آپ اس قدراداس کیوں ہیں مجھ سے کوئی خطا تو سرزد نہیں ہوئی ؟ بولے نہیں تم نہایت اچھی بیوی ہو، تمہاری کوئی بات نہیں ہے، اصل قصہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک بہت بڑی رقم جمع ہوگئی ہے، اس وقت اسی کی فکر میں تھا کیا کروں، میں نے کہا اس کو تقسیم کرادیجئے ، یہ

ا۔(اسدالغابہ:۳/۶۰)

سن کر انہوں نے اسی وقت لونڈی کو بلایا اور چار لاکھ کی رقم اپنی قوم میں تقسیم کرادی۔ [۱]

حضرت طلحہؓ بنو تمیم کے تمام محتاج و تنگدست خاندانوں کی کفالت کرتے تھے، لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کی شادی کردیتے تھے، جو لوگ مقروض تھے ان کا قرض ادا کردیتے تھے؛ چنانچہ صبیحہ تیمی پر تیس ہزار درہم قرض تھا، وہ سب انہوں نے اپنے پاس سے ادا کردیا، ام المومنین حضرت عائشہؓ سے بھی خاص عقیدت تھی اور ہر سال دس ہزار درہم پیش خدمت کرتے تھے۔ [۲]

مہمان نوازی حضرت طلحہؓ کا خاص شیوہ تھا، ایک دفعہ بنی عذرہ کے تین آدمی مدینہ آکر مشرف بہ اسلام ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کون ان کی کفالت کا ذمہ لیتا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے کھڑے ہوکر عرض کیا" میں یارسول اللہ!" اور وہ تینوں نو مسلم مہمانوں کو خوشی

۱۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جو ثالث: ۱۵۷)

۲۔ (طبقات ابن سعد: ۱۵۸)

خوشی گھر لے آئے ان میں سے دو نے یکے بعد دیگرے مختلف غزوات میں شہادت حاصل کی اور تیسرے نے بھی ایک مدت کے بعد حضرت طلحہؓ کے مکان میں وفات پائی ان کو اپنے مہمانوں سے جوانس پیدا ہو گیا تھا اس کا اثر یہ تھا کہ ہر وقت ان کی یاد تازہ رہتی تھی اور رات کے وقت خواب میں بھی ان ہی کا جلوہ نظر آتا تھا، ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے تینوں مہمانوں کے ساتھ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہیں، لیکن جو سب سے پیچھے مرا تھا وہ سب سے آگے ہے، اور جو سب سے پہلے شہید ہوا تھا وہ سب سے پیچھے ہے، حضرت طلحہؓ کو اس تقدم و تاخر پر سخت تعجب ہوا، صبح کے وقت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب کا واقعہ بیان کیا تو ارشاد ہوا، اس میں تعجب کی کیا بات ہے، جو زیادہ دنوں تک زندہ رہا اس کو عبادت و نیکوکاری کا زیادہ موقع ملا، اس لیے وہ جنت کے داخلہ میں اپنے

ساتھیوں سے پیش تھا۔ [۱]

احباب کی مسرت وشادمانی ان کے لیے بھی سامانِ انبساط بن جاتی تھی، حضرت کعب بن مالکؓ غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کے باعث معتوب بارگاہ تھے، ایک مدت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی خطا معاف کردی اور وہ خوش خوش دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضرت طلحہؓ نے دوڑ کر ان سے مصافحہ کیا اور مبارک باددی، حضرت کعبؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں طلحہؓ کے اس اخلاق کو کبھی نہ بھولوں گا؛ کیونکہ مہاجرین میں سے کسی نے ایسی گرمجوشی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ [۲]

حضرت طلحہؓ کو دوستوں کی خدمت گذاری سے بھی دریغ نہ تھا، ایک دفعہ ایک اعرابی مہمان ہوا اور اس نے درخواست کی کہ بازار میں میرا اونٹ فروخت کرادیجئے، حضرت طلحہؓ نے فرمایا گو رسول اللہ

۱۔(مسند ابن حنبل:۱/ ۱۶۳)

۲۔(بخاری باب غزوۂ تبوک)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کوئی شہری، دیہاتی کا معاملہ نہ چکائے تاہم میں تمہارے ساتھ چلوں گا اور اس کے ساتھ جا کر مناسب قیمت پر اس کا اونٹ فروخت کرادیا، اعرابی نے اس کے بعد خواہش ظاہر کی کہ دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زکوٰۃ کی وصولی کا ایک مفصل ہدایت نامہ دلوادیجئے تاکہ عمال کو اسی کے مطابق دیا کروں حضرت طلحہؓ نے اپنے مخصوص تقرب کے باعث اس کی یہ خواہش بھی پوری کردی۔ [۱]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو طرز عمل بنانا ہر مسلمان کی سب سے بڑی سعادت ہے، حضرت طلحہؓ نے اس سعادت کے حصول کو اپنے فرائض میں شامل کرلیا تھا، یہی وجہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختلف صحبتوں میں جو کچھ دیکھتے یا سنتے اس کو ہمیشہ یاد رکھتے اور اگر اتفاق سے کبھی کوئی بات بھول جاتے تو سخت مغموم ورنجیدہ نظر

۱۔(بخاری باب غزوۂ تبوک)

آتے ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ان کو مغموم دیکھ کر پوچھا، تمہارا حال کیسا ہے؟ کسی سے کوئی جھگڑا تو نہیں ہوا؟ کہنے لگے" مجھے اس وقت وہ کلمہ معلوم تھا، لیکن اب یاد نہیں آتا، حضرت عمرؓ نے کہا کیا تم اس کلمہ سے بھی زیادہ باعظمت و پر اثر کلمہ جانتے ہو جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا یعنی لا الہ الاّ اللہ حضرت طلحہؓ سن کا اچھل پڑے فرمایا" ہاں! خدا کی قسم یہی کلمہ ہے"۔ [۱]

حسن معاشرت

حضرت طلحہؓ اپنے حسن معاشرت کے باعث بیوی بچوں میں نہایت محبوب تھے، وہ اپنے کنبہ میں جس لطف ومحبت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے اس کا اندازہ صرف اس سے ہوسکتا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ کی لڑکی ام ابان سے اگرچہ بہت سے معزز اشخاص نے شادی کی درخواست کی، لیکن انہوں نے حضرت طلحہؓ کوسب پر ترجیح دی،

ا۔(مسند:۱/ ۱۶۱)

لوگوں نے وجہ پوچھی تو کہا میں ان کے اوصاف حمیدہ سے واقف ہوں، وہ گھر آتے ہیں تو ہنستے ہوئے، باہر جاتے ہیں تو مسکراتے ہوئے، کچھ مانگو تو بخل نہیں کرتے اور خاموش رہو تو مانگنے کا انتظار نہیں کرتے، اگر کوئی کام کردو شکرگذار ہوتے ہیں اور خطا ہوجائے تو معاف کردیتے ہیں۔ [۱]

ذریعۂ معاش

حضرت طلحہؓ کے معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا، چنانچہ نیر اسلام کے طلوع ہونے کی بشارت بھی اسی تجارتی سفر میں ملی تھی، جب مدینہ پہنچے تو زراعت کا شغل بھی شروع کیا اور رفتہ رفتہ اس کو نہایت وسیع پیمانہ پر پھیلادیا، خیبر کی جاگیر کے علاوہ عراق عرب میں متعدد علاقے حاصل کیے، ان میں سے قناۃ اور سراۃ نہایت مشہور ہیں، ان دونوں مقامات میں کاشتکاری کا نہایت وسیع اہتمام تھا، صرف

۱۔(کنزالعمال:۶/ ۴۱۳)

قناۃ کے کھیتوں پر بیس اونٹ سیرابی کا کام کرتے تھے، ان علاقوں کی پیداوار کا صرف اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حضرت طلحہؓ کی روزانہ آمدنی کا اوسط ایک ہزار دینار تھا۔ [۱]

تمول

غرض تجارت وزراعت نے ان کو غیر معمولی دولت وثروت کا مالک بنادیا تھا، چنانچہ لاکھوں دینار و درہم راہ خدا میں لٹا دینے کے بعد بھی اہل وعیال کے لیے ایک عظیم الشان دولت چھوڑ گئے، ایک دفعہ امیر معاویہؓ نے موسیٰ بن طلحہؓ سے پوچھا کہ تمہارے والد نے کسی قدر دولت چھوڑی تو انہوں نے کہا بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار، اس کے علاوہ نہایت کثیر مقدار میں سونا اور چاندی، یہ نقدی کی تفصیل تھی، جائیداد غیر منقولہ اس کے علاوہ تھی جس کی کل قیمت کا اندازہ

۱۔(کنزالعمال:۶/ ۴۱۳)

تین کروڑ درہم تھا۔ [۱]

غذا ولباس

طرزِ معاش نہایت سادہ تھا، کپڑے اکثر رنگین پہنتے تھے، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے حالتِ احرام میں رنگین لباس زیبِ جسم دیکھا بولے" طلحہؓ یہ کیا ہے؟ عرض کیا امیر المومنین یہ گیروا رنگ ہے" فرمایا آپ لوگ ائمہ دین ہیں عوام آپ کا اتباع کرتے ہیں، کوئی جاہل دیکھ لے گا تو وہ بھی رنگین کپڑے استعمال کرے گا اور دلیل پیش کرے گا کہ میں نے طلحہؓ کو حالتِ احرام میں پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ [۲]

حضرت طلحہؓ کے ہاتھ میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی جس میں نفیس سرخ یاقوت کا رنگ جڑا ہوا تھا، لیکن بعد کو یاقوت نکال کر معمولی پتھر سے مرصع کرایا تھا۔ [۳]

۱۔ (طبقات ابن سعد قسم اول جو ثالث: ۱۵۸)

۲۔ (طبقات ابن سعد: ۱۵۶)

۳۔ (طبقات ابن سعد: ۱۵۷)

دستر خوان بھی وسیع تھا، لیکن پر تکلف نہ تھا۔

حلیہ

حلیہ یہ تھا، قد میانہ بلکہ ایک حد تک پست، چہرہ کا رنگ سرخ وسفید، بدن خوب گٹھا ہوا سینہ چوڑا، پاؤں نہایت پر گوشت اور ہاتھ کی انگلیاں غزوۂ احد میں شل ہوگئی تھیں۔

اولاد وازواج

حضرت طلحہؓ نے مختلف اوقات میں متعدد شادیاں کی تھیں بیویوں کے نام یہ ہیں حمنہ بنت جحش، ام کلثوم بنت ابوبکر الصدیقؓ، سعدی بنت عوف، ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ، خولہ بنت القعقاع، ان میں سے ہر ایک کے بطن سے متعدد اولاد ہوئی تھی، لڑکوں کے نام یہ ہیں۔

محمد، عمران، عیسیٰ، یحییٰ، اسمعیل، اسحاق، زکریا، یعقوب، موسی،

یوسف، ان کے علاوہ چار صاحبزادیاں بھی تھیں، ان کے نام یہ ہیں۔

ام اسحاق، عائشہ، صعبہ، مریم۔ [۱]

۱۔طبقات ابن سعد ذکر طلحہؓ